معارفِ اسمِ

محمد ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز
365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695
www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

نام کتاب	: معارف اِسمِ محمد ﷺ
تصنیف	: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
زیرِ اہتمام	: فریدِ ملّت ؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	: منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعت نمبر 1	: جنوری 1985ء تا اپریل 2002ء (25,300)
اِشاعت نمبر 2	: اکتوبر 2004ء (1,100)
اِشاعت نمبر 3	: ستمبر 2006ء (1,100)
اِشاعت نمبر 4	: مئی 2008ء (1,100)
اِشاعت نمبر 5	: اپریل 2009ء (2,200)
اِشاعت نمبر 6	: جون 2011ء (1,200)
اِشاعت نمبر 7	: اکتوبر 2012ء
تعداد	: 2,400
قیمت	: -/25 روپے

ISBN 969-32-0298-8

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَوْلَاے صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلّم

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکشن نمبرایس او (پی ۔۱) ۴۔۱/۸۰ پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷۔۴۔۲۰ ای جنرل وایم ۴/۹۷۰۔۳۔۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱۔۷۔۶۷ این ۔۱/اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبرس ت / انتظامیہ / ۶۳۔۸۰۶۱ / ۹۲ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسرڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ﷺ کا لفظ اتنا پیارا اور اتنا حسین ہے کہ اس کے سنتے ہی ہر نگاہ فرط تعظیم اور فرط ادب سے جھک جاتی ہے' ہر سر خم ہو جاتا ہے اور زبان پر درود و سلام کے زمزمے جاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن کم لوگ جانتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی و مفہوم بھی اس کے ظاہر کی طرح کس قدر حسین اور دل آویز ہے۔

لفظ محمد مادہ حمد سے مشتق ہے۔ حمد کے معنی تعریف کرنے اور ثنا بیان کرنے کے ہیں۔ خواہ یہ تعریف کسی ظاہری خوبی کی وجہ سے کی جائے یا کسی باطنی وصف کی بنا پر تعریف کا مفہوم ادا کرنے کے لئے شکر کا لفظ بھی بولا جاتا ہے' مگر شکر اور حمد میں فرق ہے۔ شکر سے مراد وہ تعریف و توصیف ہے جو ممدوح کی عظمت و کبریائی کو مد نظر رکھتے ہوئے کی جائے۔

لفظ محمد اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس سے مراد ہے:۔

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ (وہ ذات) جس کی کثرت کے ساتھ اور بار بار تعریف کی جائے۔ (مفردات: ۳۸۵)

امام راغب الاصفہانی لفظ محمد کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومحمد اذا کثرت خصالہ المحمودہ اور محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابل تعریف عادات حد سے بڑھ جائیں۔ (مفردات: ۳۸۵)

قرآن حکیم میں لفظ محمد (ﷺ) کا ذکر متعدد مقامات پہ آیا ہے۔

سورہ الفتح میں ارشاد ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (الفتح' ۴۸:۲۹) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

سورہ محمد میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
(سورہ محمد، ۴۷:۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور وہ اس سب پر ایمان لائے جو حضرت محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا۔

آل عمران میں ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل
(آل عمران، ۳:۱۴۴)

اور محمد (ﷺ) تو (اللہ کے) رسول ہی ہیں۔

سورۃ الاحزاب میں ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
(الاحزاب، ۳۳:۴۰)

محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اسم محمد ﷺ ـ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا حصہ

یوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کے متعدد اسمائے گرامی ہیں۔ بعض محدثین کے مطابق اللہ رب العزت نے سرور کائنات ﷺ کو بھی ننانوے ناموں سے نوازا ہے جبکہ بعض علماء کے بقول آپ کے اسماء مبارکہ تین سو ہیں۔ صاحب "ارشاد الساری شرح صحیح البخاری" میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ایک ہزار نام ہیں۔ ان میں سے ہر نام آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے کسی نہ کسی انوکھے پہلو پر روشنی ڈالتا ہے لیکن جس طرح اللہ رب العزت کے ہزاروں نام ہیں مگر ذاتی نام صرف ایک ہے، یعنی "اللہ" ہے اسی طرح سرور کائنات ﷺ کے بھی سینکڑوں نام ہونے کے باوجود، ذاتی اور شخصی نام ایک ہی ہے۔ اور وہ محمد ﷺ ہے۔ یوں تو آپ ﷺ نبی بھی ہیں اور

رسول بھی، بشیرو نذیر بھی ہیں اور ھادیٔ برحق بھی مگر لفظ محمد (ﷺ) کو آپ کی ذات اقدس سے جو تعلق ہے وہ کسی اور صفاتی نام کو نہیں۔ یہ وہ نام ہے جو قدرت کی طرف سے روز اول ہی سے آپ کے لئے خاص کر دیا گیا تھا اور سابقہ انبیاء کی کتب مقدسہ میں آپ کا اسم مبارک بار بار بیان ہوتا رہا پہلے پہل یہ نام حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسبیحات میں آیا جنھوں نے آپ کی آمد کی خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

"خلو محمدیم زہ دودی زہ رعی" وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں وہ میرے محبوب اور میری جان ہیں۔

(تسبیحات سلیمان، پ ۵، ۱۲ بحوالہ النبی الخاتم ص، ۲۲ از مناظر احسن گیلانی)

اسم محمد ﷺ سے دلیل توحید

اسم محمد ﷺ کے خصائص و معارف جاننے سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اسلام کے رکن اول یعنی شہادت توحید و رسالت کے دو حصے ہیں پہلا عقیدہ توحید یعنی **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ شہادت رسالت یعنی **مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** سے عبارت ہے ان دونوں حصوں کو بظاہر الگ الگ خیال کیا جاتا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ شہادت توحید ایک دعویٰ ہے اور شہادت رسالت محمدی اس دعوے کا ثبوت اور اس کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کا یقینی اور حتمی علم صرف حضور ﷺ کی ذات سے اور آپ کی شہادت سے کائنات کو حاصل ہوا ہے۔

محمد ﷺ ۔ بطور اسم معرفہ

شہادت توحید کی دو حصے ہیں پہلا منفی اور دوسرا مثبت، منفی حصے میں ماسوی اللہ سے الوہیت کی کامل نفی اور مثبت حصے میں اللہ رب العزت کے لئے الوہیت کا اثبات کیا جاتا ہے اور مطلق لفظ "اِلٰہ" کا مطلب ہوتا ہے معبود، یہ معبود کوئی بھی ہو سکتا ہے، مگر جب لفظ الہ الف لام کا اضافہ کر دیا جاتا ہے تو "اللہ" بن جاتا ہے اور اس سے مراد

صرف اللہ ہی کی ذات ہے اسی طرح جب لفظ "کتاب" بولا یا لکھا جاتا ہے تو اس سے کوئی بھی کتاب مراد ہو سکتی ہے خواہ کسی زبان میں ہو کسی ملک اور کسی موضوع سے متعلق ہو مگر جب اس پر "ال" کا اضافہ ہو جائے اور "**الکتاب**" بن جائے تو اس سے صرف اور صرف کلام اللہ مقصود ہو گا۔ **علی ھذا القیاس "حمد"** کا لفظ اور اس کے دیگر مشتقات عام ہیں۔ تعریف کسی کی بھی ہو سکتی ہے، تعریف کرنے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے اور محمود بننے کا اعزاز کسی کو بھی حاصل ہو سکتا ہے لیکن جب لفظ "محمد" وجود میں آ جائے تو اس سے مراد فقط ایک ہی ہستی، ایک ہی شخصیت اور ایک ہی ذات ہو گی جن کے لئے مبدا کائنات نے ازل سے یہ نام مختص کر دیا تھا اسے اپنے عرش کے پائے پر لکھ دیا تھا اور جملہ کائنات میں فقط اسی ذات پاک کو اس نام سے معنون کیا تھا۔ **قاضی عیاض**ؒ اپنی کتاب "الشفاء" میں فرماتے ہیں۔ "آج تک دنیا میں کسی شخص نے اپنی اولاد کا یہ نام نہیں رکھا۔ واضع قدرت نے ازل سے یہ نام آپ ﷺ کی ذات کے لئے مخصوص فرما دیا تھا"

اسم "محمد ﷺ" کا ہر حرف بامعنی ہے

الفاظ مجموعہ حروف ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں، مثلاً طاہر ایک بامعنی لفظ ہے اور ط ا ھ ر کا مجموعہ ہے اگر ان حروف میں سے پہلے حرف ط کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف "اھر" بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن اس کلیے سے لفظ "اللہ" اور لفظ "محمد" مستثنیٰ ہیں۔ اگر لفظ اللہ میں سے پہلا حرف (الف) کم کر دیا جائے تو باقی "للہ" رہ جاتا ہے، جس کا مطلب ہے "اللہ کے لئے" اگر دوسرا حرف (لام) ہٹا دیا جائے تو باقی "الہ" رہ جاتا ہے، جس کا مطلب ہے "معبود" اگر الف اور لام دونوں کو الگ کر دیا جائے تو باقی "لہ" رہ جاتا ہے، جس کا مطلب بھی "اللہ کے لئے" ہے۔ اگر لام کو بھی ہٹا دیا جائے تو "ہ" (ہو) رہ جاتا ہے، جس کا معنی ہے۔ "وہی" اور وہ اللہ ہی ہے۔

علی ھذا القیاس لفظ "محمد" کا ہر حرف بھی بامقصد اور بامعنی ہے۔ اگر شروع کا "م" ہٹا دیا جائے تو "حمد" رہ جاتا ہے، جس کا مفہوم "تعریف و توصیف" ہے، اور اگر حرف "ح" کو کم کر دیا جائے تو "مد" رہ جاتا ہے، یعنی "مدد کرنے والا" اور اگر ابتدائی "میم اور حا" دونوں کو حذف کر دیا جائے تو باقی "مد" رہ جائے گا۔ جس کا مفہوم ہے "دراز اور بلند" یہ حضور ﷺ کی عظمت اور رفعت کی جانب اشارہ ہے اور اگر دوسرے میم کو بھی ہٹا لیا جائے تو صرف "د" (دال) رہ جاتا ہے، جس کا مفہوم ہے دلالت کرنے والا، یعنی اسم محمد اللہ کے وجود اور وحدانیت پر دال ہے۔

محمد اور احمد --- حضور ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضور کے صفاتی نام تو بے شمار ہیں مگر آپ ﷺ کے ذاتی نام صرف دو ہیں محمد اور احمد۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ زمین پر میرا نام "محمد" اور آسمان پر "احمد" ہے۔ احمد کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک موقع پر آیا ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو حضور ﷺ کی آمد سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (الصف، ۶۱:۶)

اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں، ان کا اسم (مبارک) احمد ہو گا، میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔

یہاں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد کے مطابق زمین پر آپ ﷺ کا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے حضور ﷺ کی آمد کی خبر زمین والوں کو سنائی تھی نہ کہ آسمان والوں کو۔ انہیں اس موقع پر زمین والے نام "محمد" کا ذکر کرنا چاہئے تھا۔ اس اشکال کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ گو زمین پر پیدا ہوئے، زمین والوں میں رہے اور یہیں زندگی بسر کی، مگر فی الواقع ان کی پیدائش سے لے کر رفع سماوی تک ان کے بہت سے احوال آسمان والوں

سے مشابہ تھے۔ ان کی پیدائش مروجہ انسانی طریقے سے ہٹ کر ہوئی۔ آسمان کے ایک جلیل القدر فرشتے حضرت جبرئیل تشریف لائے اور حضرت مریمؑ کے دامن پر پھونک ماری اسی کے اثر سے ان کی پیدائش ہوئی۔ پھر مختصر ارضی زندگی بسر کرنے کے بعد دوبارہ ان کا آسمان پر عروج ہو گیا' گویا آغاز اور اختتام کے اعتبار سے ان کی حیات آسمانی مخلوق سے مشابہت رکھتی ہے' اسی بنا پر حضرت عیسیٰؑ نے حضور ﷺ کے اسی نام کا ذکر فرمایا جس سے آپ ﷺ کو آسمانوں پر پکارا جاتا تھا۔

حضور ﷺ کے متعدد اسماء "حمد" سے مشتق ہیں

حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ میں مادہ حمد خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس مادے سے حضور ﷺ کے کم از کم چار نام مشتق ہیں۔ محمد' احمد' حامد اور محمود۔ ان میں سے اسمائے مبارکہ (محمد' احمد اور محمود) تعریف کئے گئے' کا مفہوم رکھتے ہیں۔ محمد اسم مفعول اور احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور دونوں میں حمد کے معنی کی وسعت اور کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ حضور ﷺ کے یہ تینوں اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کی تعریف و توصیف کی کثرت کے مظہر ہیں' جس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف صرف مخلوق یعنی کائنات جن و انس اور ملائکہ مقربین ہی نہیں کرتے بلکہ خود اللہ رب العزت بھی ہمہ وقت آپ کی تعریف فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب' ۳۳:۵۶)	بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

یہی وجہ ہے کہ سارا قرآن ہی آپ کی حمد اور بے پایاں تعریف و توصیف سے معمور ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معنی کی وسعت و عمومیت

جب یہ طے پا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں اور ان دونوں کا مفہوم ہے وہ ذات جس کی بار بار اور کثرت سے تعریف کی جائے یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ تعریف ہمیشہ خوبی اور کمال پر کی جاتی ہے، نقص اور عیب پر نہیں۔ اس اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا دونوں اسماء کے لغوی مفہوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر انسانی لغزش و خطا اور ہر بشری نقص و عیب سے پاک ہونا اور اس کے ساتھ ہر صفت کاملہ کا فطری طور پر موجود ہونا ثابت ہو رہا ہے لہذا ہر دو اسمائے گرامی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا ہر پہلو اور ہر گوشہ پوری شان کے ساتھ نمایاں ہے یہ اسمائے مبارکہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فطری اور جبلی طور پر ہر ظاہری اور باطنی نقص و عیب سے مبرا و منزہ ہے۔ شاعر بارگاہ نبوت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان دو نعتیہ اشعار کا بھی یہی مفہوم ہے۔

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنٌ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین چہرہ آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخص کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ہر (جسمانی و روحانی) عیب سے کلی طور پر پاک اور مبرا پیدا ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی پیدا کئے گئے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود چاہتے تھے)

حضرت حسان بن ثابت کے مذکورہ اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی (محمد و احمد) کے ظاہری اور باطنی محاسن کی طرف جس عمدگی سے اشارہ کیا گیا ہے، وہ محتاج تفصیل نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منفرد حیثیت کی حامل

ہے' اسی طرح حضور ﷺ کا اسم گرامی بھی تمام ناموں سے منفرد اور نرالہ ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ رب کائنات نے اپنے محبوب کے لئے یہ نام تجویز کیا ہے۔ انجیل برنباس میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ تخلیق کائنات کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش بریں پر تحریر فرمایا تھا کیونکہ حضور ﷺ جیسا جامع کمالات انسان نہ پہلے پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو گا۔

حضور ﷺ کا ظاہری حسن و جمال

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اشعار حضور ﷺ کے ظاہری حسن و جمال اور شخصی وجاہت پر دلالت کرتے ہیں۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ حسین چہرہ آج تک روئے زمین پر نہیں دیکھا گیا۔ حضور ﷺ حسن ظاہری کا بھی مرقع تھے اور حسن باطنی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ آپ ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ سِيْرَتِيْ كَمَا حَسَّنْتَ صُوْرَتِيْ اے اللہ! میری سیرت بھی ایسی ہی حسین کر دے جیسی تو نے میری صورت حسین بنائی ہے۔

آپ ﷺ کو دیکھنے والے خوش نصیب افراد اکثر آپ ﷺ کے حسن بے مثال کو یاد کر کے بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ ایک صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں استراحت فرما رہے ہیں --- اور چودھویں کا چاند چمک رہا ہے' میں کبھی چاند کو اور کبھی حضور ﷺ کے رخ زیبا کو دیکھتا اور فیصلہ نہ کر سکا کہ چاند زیادہ حسین ہے یا آپ ﷺ ۔ حضرت جابر ایک مرتبہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے اسی دوران فرمایا حضور ﷺ کا چہرہ تلوار' نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح چمکدار اور آب دار تھا۔ (الشفاء لقاضی عیاض' ۱:۳۹)

اکثر صحابہ سے حضور ﷺ کے ظاہری حسن و جمال پر مبنی روایات مذکور

ہیں۔ قاضی عیاضؒ کے مطابق کم از کم پندرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متفقہ یہ شہادت ہے کہ حضور ﷺ جسمانی حسن و جمال کا بے مثال نمونہ تھے۔ بعض صحابہ کرام کا قول کہ جب آپ مسکراتے تو محسوس ہوتا۔

کَاَنَّھَا قِطْعَۃُ قَمَرٍ گویا آپ چاند کا ایک ٹکڑا ہیں۔

حضور ﷺ کے حسن کو بے مثال بنانے کی غرض و غایت بھی قابل فہم ہے چونکہ آپ کو تمام انسانوں میں "محبوب خدا" کے مقام پر فائز ہونا تھا۔ وہ خدا جو رب العالمین ہے اور جس نے کائنات کا ایک ایک ذرہ تخلیق کیا' جس کے حرف کن سے یہ حسین و جمیل مخلوق معرض وجود میں آئی' اس خدا نے اپنے محبوب کے حسن و جمال کو سنوارنے اور اسے درجہ کمال تک پہنچانے میں کیا کسر اٹھا رکھی ہو گی۔ اس لئے کہ:

اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَال اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔

اس لئے قیاس یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو حسن و جمال اور مردانہ وجاہت کی جو دولت عطا ہوئی' وہ دنیا کے کسی فرد بشر کے حصے میں نہیں آئی حضرت امام بوصیری فرماتے ہیں۔

فَھُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاہُ وَ صُوْرَتُہٗ
ثُمَّ اصْطَفَاہُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ
مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

"اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ظاہری اور باطنی حسن کو درجہ کمال تک پہنچایا اور پھر اپنی محبت کے لئے آپ ﷺ کو منتخب کر لیا۔ حضور ﷺ اپنے کمالات میں کوئی شریک و سہیم نہیں رکھتے۔ پس آپ ﷺ کا جوہر حسن غیر منقسم ہے۔ امام موصوف مزید فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ

"آپ ﷺ انبیاء سے خلقت اور اخلاق دونوں میں بڑھ گئے ہیں' آپ ﷺ کے جود و کرم کی کوئی حد ہے نہ علم و فضل کا کوئی ٹھکانہ ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ وہ حسن جو حضرت یوسف علیہ السلام میں چمکا اور اس نے انہیں دنیا کا حسین ترین شخص بنا دیا تھا اور وہ جمال جو حضرت موسیٰؑ کے ید بیضا میں منعکس ہوا تھا جس سے ان کا ہاتھ بقعہ نور ہو گیا تھا اور وہ حسن جو حضرت ابراہیم' اسماعیل اور عیسیٰ علیہم السلام میں تجلی پذیر ہوا' وہ تمام حسن و جمال آپ کی ذات اقدس میں جمع کر دیا گیا۔ اسی لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری

اسم محمد---توحید خداوندی کی دلیل

القصہ حضور ﷺ کا نہ کوئی ظاہری حسن میں شریک وہمتا ہے اور نہ کوئی باطنی حسن و جمال میں ہمسر ہے--- انہی گوناگوں خصوصیات اور کمالات کی بنا پر خداوند تعالیٰ کے بعد زمین و آسمان میں سب سے زیادہ تعریف و توصیف حضور ﷺ کے حصے میں آئی ہے اسی لئے حضور ﷺ کا نام "محمد" رکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ طیبہ میں حضور ﷺ کی محمدیت کو اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت کی واحد دلیل ٹھہرایا اور ارشاد فرمایا کہ میں واحد و یکتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا محبوب اپنے حسن و جمال اور سیرت و کردار میں یکتا ہے اور فرمایا۔ جن لوگوں کو میری وحدانیت کی شہادت درکار ہو' وہ میرے محبوب کو دیکھ لیں' حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اور محاسن عالیہ کا مطالعہ کر لیں' انہیں دنیا میں سب سے بڑا ثبوت اور توحید کی سب سے بڑی دلیل ہاتھ آ جائے گی۔

حضور ﷺ کی نبوت کی دلیل

حضور ﷺ کی ذات جس طرح رب العالمین کی ربوبیت اور توحید کی سب

سے بڑی دلیل ہے، اسی طرح حضور ﷺ کی حیات طیبہ خود آپ کی نبوت و رسالت کی بھی ناقابل تردید شہادت ہے۔ حضور ﷺ نے قریش مکہ کے ایک ایک خاندان کو "یا آل غالب" کہہ کر کوہ صفا کے دامن میں جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا۔ یہ ایسا موقع تھا جب عام طور پر لوگ نبوت کی سب سے بڑی دلیل طلب کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ید بیضاء اور عصاء کا اور حضرت عیسیٰؑ نے احیاء موتی اور ابراء برص و اکمہ (برص اور کوڑھ سے شفا) کا معجزہ پیش کر کے اعلان نبوت کیا۔ اگر حضور ﷺ بھی اعلان نبوت کے اس موقع پر چاہتے تو چاند کے دو ٹکڑے کر سکتے تھے، مگر نہیں، حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس موقع پر سب سے منفرد اور سب سے نرالی دلیل پیش کی اور فرمایا۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ
(یونس، ۱۰:۱۶)

میں تمہارے اندر اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار چکا ہوں۔ (مجھے دیکھ لو یہی میری نبوت کی اور اللہ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے)

یہاں میں نے کم و بیش زندگی کے چالیس سال گزارے ہیں۔ میں تمہارے سامنے پیدا ہوا، پلا اور بڑھا ہوں، تم نے مجھے ہر روپ اور ہر رنگ میں دیکھا اور پرکھا ہے۔ بچے کے روپ میں بھی بکریوں کے نگہبان کے روپ میں بھی، نوجوان تاجر کے رنگ میں بھی، مہربان اور شفیق خاوند اور معاشرے کے ایک پروقار فرد کی حیثیت میں بھی۔ میری یہ تمام زندگی کھلی کتاب کی طرح تمہارے سامنے ہے کھول کر بتلاؤ کہ تمہیں میری چہل سالہ زندگی میں کہیں کوئی عیب اور نقص دکھائی دیا، کبھی تم نے میرے اندر کوئی انسانی و بشری کمزوری محسوس کی؟ اگر میرا دامن زمانہ جاہلیت کے پرآشوب دور میں بھی ہر انسانی عیب اور نقص سے مبرا و منزہ رہا ہے تو پھر تمہیں یقین کر لینا چاہئے کہ میں ہی تمہیں صحیح راہ دکھا سکتا ہوں۔ اور وہ سیدھی راہ یہ ہے کہ جس ذات نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، یقین کر لو وہ بھی نقص اور خامی و کمزوری سے ماورا

ہے آپ ﷺ کے ہونٹوں سے یہ دلیل سنتے ہی عالم کفر کی گردنیں جھک گئیں۔ اس مجمع میں ہر قسم کے مخالف اور بغض و عناد رکھنے والے افراد موجود تھے۔ اگر حضور ﷺ کے سیرت و کردار میں ذرہ بھر بھی کوئی عیب ہوتا تو دشمن فوراً پکار اٹھتے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ دشمنان اسلام نے اسلام اور پیغمبر اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے سب کچھ کیا لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی موقع پر آپ ﷺ کی سیرت و کردار پر انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہو سکی۔

توحید کی سب سے بڑی اور نرالی دلیل

توحید کا مسئلہ ایک غیر معمولی مسئلہ تھا۔ عرب اسے سن کر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے تھے، ان کی گردنیں تن جاتی تھیں، ان کے ہاتھ تلواروں اور نیزوں پر جا پہنچتے تھے۔ اسی بنا پر سورہ الزمر میں ارشاد ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ

(الزمر، ۳۹:۴۵)

اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہو جاتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

جو مسئلہ جتنا نازک اور حساس ہو، اس مسئلے کے لئے اتنی ہی بڑی اور عظیم دلیل پیش کی جاتی ہے۔ معمولی دلیل کو مخالفین فوراً رد کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس موقع پر پیش کی گئی دلیل بھی توحید ربانی کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

(النساء، ۴:۱۷۵)

اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس نور بھیجا ہے۔

اگر خدا کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل کمزور ہوتی تو پھر خدا کی توحید جیسے غیر معمولی اور انتہائی اہم مسئلے کو آسانی سے ثابت نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج تک عالم کفر کی طرف سے اس دلیل کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکا۔

اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ناموں کا اتصال

کلمہ طیبہ پر ایک مرتبہ پھر نگاہ ڈالیے اور دیکھئے کہ جہاں سے اللہ کی "ہ" ختم ہوتی ہے' وہیں سے محمد کی "میم" شروع ہو جاتی ہے۔ درمیان میں واؤ عاطفہ نہیں رکھی گئی۔ یعنی یہ نہیں کہا گیا: **وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** جس کی وجہ یہ ہے کہ واؤ عاطفہ کے درمیان میں آنے سے بعد اور فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے' اور اللہ رب العزت یہ چاہتا ہے کہ میرے نام کے فوراً بعد میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام آئے جو میری توحید و یکتائی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء مبارکہ میں محمد' احمد اور محمود تینوں کا مفہوم "بہت زیادہ تعریف کیا گیا" حالانکہ سورہ فاتحہ کے آغاز میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تمام تعریفیں سزاوار ہیں اللہ کو' جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔
(الفاتحہ' ۱:۱)

ادھر تو تمام تعریفوں کا مستحق صرف اور صرف اللہ رب العزت کو قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دنیا میں سب سے زیادہ محمود (تعریف کیا ہوا) ٹھہرایا جا رہا ہے' بادی النظر میں ان دونوں میں تعارض دکھائی دیتا ہے۔

اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے لفظ رب پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔ لغوی طور پر رب پالنے اور پرورش کرنے والی ذات کو کہتے ہیں۔ جو اپنے زیر تربیت

افراد یا اشیاء کو آہستہ آہستہ نشوونما کے ذریعے درجہ کمال تک پہنچادے' خواہ یہ نشوونما اجسام وظواہر کی ہو یا علوم وبواطن کی۔ اسی لئے لغوی اعتبار سے والدین کو اپنی اولاد کا مجازی رب کہا جاتا ہے' قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل' ۱۷: ۲۴)

میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے' جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا

وجہ یہ ہے کہ وہ اولاد کی کفالت اور ان کی ضروریات کی بظاہر نگہداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح استاد شاگردوں کا مجازی رب ہوتا ہے' کیونکہ وہ علمی اعتبار سے ان کی پرورش کرکے انہیں منزل کمال تک پہنچاتا ہے۔

ان تمام صورتوں میں ہم نے تربیت کے عمل کو جاری دیکھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تربیت کسے کہا جاتا ہے؟ تربیت اس عمل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کوئی بڑا اپنے سے چھوٹے کی اس طرح پرورش کرے کہ خود اس کے اوصاف کی جھلک اس کے زیر تربیت فرد یا مربوب میں پیدا ہو جائے۔ اگر اس طرح کوئی استاد اپنے شاگردوں کی یاوالدین اپنی اولاد کی تربیت نہ کر سکے تو وہ تربیت حقیقی نہیں ہو گی۔ حقیقی اور اصلی تربیت تو یہ ہے کہ مربوب (تربیت یافتہ فرد) اپنے مربی کے اوصاف وصفات کا آئینہ دار بن جائے لہذا رب ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مربوب پر اپنی صفات کا رنگ چڑھادے اور مربوب کے لئے لازمی ہے کہ آئینہ کمالات مربی ہو جائے۔ اب خدا تعالیٰ اگر رب ہے اور تمام تعریفوں کا مستحق ہے تو اس لئے کہ اس ذات کبریاء نے اپنی صفات کی جھلک اپنی مخلوق میں پیدا کردی۔ قوت حیات سے تمام کائنات میں زندگی کی شمع روشن کی' اپنی صفت کلام کا عکس ڈال کر بندوں کو نطق وگویائی کی دولت سے مالا مال کیا' لوگوں کو قوت اور شہ زوری کی دولت دی' ماں کو اپنی صفت رحمت سے ممتا کی محبت اور پیار عنایت کیا۔ الغرض خدا تعالیٰ نے کائنات کو اس طرح وجود عطا فرمادیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا پرتو بن گئی ہے۔

اگر شاگرد کا کمال دیکھ کر اس کی تعریف کی جائے تو یہ شاگرد کی نہیں بلکہ استاد کی تعریف ہوتی ہے۔ اولاد کی ظاہری و معنوی صحت کی تحسین' خود والدین کی پرورش و ستائش کے قائم مقام خیال کی جاتی ہے' کسی اچھی عمارت کی پذیرائی' اس کے صانع اور معمار و نقشہ ساز کی پذیرائی سمجھی جاتی ہے' اسی لئے کائنات کے جس حصے اور جس ذرے کی بھی تعریف کی جائے' یہ تعریف اس کے صانع و خالق یعنی خدا تعالیٰ کی تعریف ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنی تمام صفات کو کائنات میں منتشر کر دیا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

سَنُرِيْهِمْ اٰيَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ
(حم سجدہ' ۴۱: ۵۳)

ہم عنقریب ان کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں ان کے گردونواح میں بھی دکھا دیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی۔ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ حق ہے۔

پھر جب کائنات خدا کے حسن کے جلووں سے مستنیر ہو گئی تو اس نے چاہا کہ کوئی وجود ان منتشر جلووں کا مرقع بنا دیا جائے جسے دیکھنے سے کائنات کے تمام حسن و جمال کا اندازہ کیا جا سکے۔ ارشاد ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ
(التین' ۹۵: ۴)

ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

اس طرح عالم انسانیت منصہ شہود پر جلوہ گر ہو گیا۔ پھر جب عالم انسانیت کے تمام جلوے اپنے منتہائے کمال کو پہنچے تو منصب ولایت معرض وجود میں آ گیا اور عالم ولایت کے جملہ کمالات سمٹ کر درجہ نبوت میں جمع ہو گئے' اور پھر جب اول تا آخر کائنات کی نبوت و رسالت کے جلووں اور رفعتوں کو مجتمع کیا تو وجود مصطفوی ﷺ کائنات میں ظہور پذیر ہو گیا۔ اسی لئے اب یہ وجود پاک تمام کائنات کے جملہ محاسن و کمالات' ارض و سما کے حسن و جمال کا مجموعہ اور خلاصہ ہے۔

اب جس نے خدا کی تمام صناعی اور خلاقی کو مجتمع دیکھنا ہو' وہ وجود مصطفوی ﷺ کو دیکھ لے۔ اس ایک وجود میں تمام کائنات اور جملہ مخلوق کی منتشر قوتیں اور قدرتیں نظر آ جائیں گی۔ حضور ﷺ کا وجود آئینہ صفات رب العزت بن گیا ہے' لہٰذا اب اگر کوئی شخص اس وجود پاک کی تعریف کرتا ہے' اس نفس کاملہ کے محاسن وکمالات بیان کرتا ہے' اور حضور ﷺ کی مدح وستائش میں رطب اللسان ہوتا ہے' تو وہ درحقیقت خدا تعالیٰ ہی کی تعریف کرتا ہے۔ اسی لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس دعا کے اول وآخر میں درود شریف' یعنی مجھ پر صلوٰۃ وسلام نہ پڑھا جائے وہ دعا بارگاہ رب العزت تک رسائی حاصل نہیں کرتی۔

لہٰذا اگر حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کی جاتی ہے تو یہ "**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**" کی عین تفسیر ہے نہ کہ اس کے متضاد اور مخالف۔

اختتام پر مناسب ہوگا کہ اسم محمد کی معرفت وحقیقت تک رسائی سے اپنی بے بسی اور عجز کا اعتراف کرلیا جائے کیونکہ واقعہ یہ ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است